خاندانی نظام کی بقاء اور تقویت کے عوامل

: شریعت کے تناظر میں ایک علمی و تحقیقی جائزہ

The Factors Responsible For Durable and Established Family System: A Research Study In Light Of Sharia”

محمد نعیم[i] سہیل انور[ii]

Abstract

The human existence and regeneration on the earth is the ultimate outcome of the family system. The family, basically comprises of husband and wife. If the bond between these two wheels of the vehicle of the life is strong enough there will be pleasant and smooth running of life otherwise this system will be demolished. As Allah Almighty being the creator is, fully aware of the human feelings and emotions, therefore He has given such orders, acted upon will form a durable life system. .Hence Allah Almighty has given some orders to husbands which results in fulfilling the needs of wives, similarly some orders are given to wives which results in fulfilling the psychological needs of husbands. In this article, these factors are discussed in scholastic way.

Key words: Family system, durable, feelings, rights, responsibilities, needs, feelings.

اللہ تعالیٰ نے نوع انسانی کی ابتداء آدم علیہ السلام اور اس کی بیوی حوا علیہا السلام سے فرمائی اور پھر ان سے تناسل کا سلسلہ جاری فرما کر دنیا بنائی اور یہی سے خاندانی نظام کی داغ بیل پڑ گئی۔ خاندانی نظام کی اہمیت اس بات سے ہوتی ہے کہ مغرب نے افرادی قوت کو بڑھانے اور مادیت کی دوڑ میں مسابقت کرنے کے لئے ہر شخص کو دوسرے کے مدمقابل کھڑا کر دیا جس کا نتیجہ افراد خاندان کی بکھرنے اور ان کی اجتماعیت واتحاد ختم ہونے کی صورت میں پیش آیا اور آج مغرب اس نظام کو بحال کرنے کی انتھک کوشش کر رہی ہے لیکن اس کے نتائج ان کے زعم کے مطابق نہیں نکلتے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ انہوں نے اس نظام کو برقرار رکھنے والے عناصر ترکیبی کو سمجھا نہیں ہے۔ اسلام اس کی وضاحت افراد خاندان کی باہمی مفاہمت اور ایک دوسرے کے جذبات کی قدردانی کی صورت میں کرتا ہے جو میاں بیوی اور ان سے آگے چلنے والی نسلوں کی آپس میں جوڑ اور ربط کو مستلزم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خاندان کے افراد میں مؤدت و محبت کا ہونا انعام واحسان کے طور پر ذکر فرمایا کیونکہ جب آپس میں محبت و مؤدت نہ ہو تو جانبین کی حقوق ادا نہ ہو سکیں گے اور یوں تنافر کی فضا پیدا ہو گی جس سے دونوں بنیادی ارکان مرد اور عورت کا جینا حرام ہو جائے گا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

---

i اسسٹنٹ پروفیسر شریعہ، عبدالولی خان یونیورسٹی مردان

ii لیکچرر شعبہ اسلامیات، عبدالولی خان یونیورسٹی مردان

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ[1]

"اور اسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے کہ اُس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کی عورتیں پیدا کیں تاکہ اُن کی طرف (مائل ہوکر) آرام حاصل کرو اور تم میں محبت اور مہربانی پیدا کر دی جو لوگ غور کرتے ہیں اُن کے لئے ان باتوں میں (بہت سی) نشانیاں ہیں[2]۔"

نکاح کے نتیجے میں صرف مرد وعورت ہی نہیں بلکہ درحقیقت دو خاندان ایک دوسرے کے قریب ہو جاتے ہیں اور سسرالی رشتہ قائم ہو جاتا ہے سسرال کے اس رشتے کو اللہ تعالی نے نعمت سے تعبیر کیا ہے۔

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا[3]

"اور وہی تو ہے جس نے پانی سے آدمی پیدا کیا۔ پھر اس کو صاحب نسب اور صاحب قرابت دامادی بنایا۔ اور تمہارا پروردگار (ہر طرح کی) قدرت رکھتا ہے۔"

شریعت نے رشتہ ازدواج کو قائم و دائم رکھنے اور اس کے عناصر ترکیبی کو منتشر ہونے سے بچانے کے لیے بنیادی تعلیمات دی ہیں جن کو اپنا کر عائلی نظام برقرار رکھا جاسکتا ہے اور یہی تعلیمات پرامن اور پائیدار عائلی زندگی Family Life کا آئینہ دار ہیں۔ ان سے روگردانی خاندانی نظام کے بگاڑ کا سبب بنتا ہے جو نتیجتاً سماجی اور معاشرتی ناہمواری کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے۔

میاں بیوی زندگی کے سفر کے باہمی رفیق ہیں۔ رجحانات اور طبائع کے تمام تر اختلافات کے باوجود انہیں ایک ایسا طرز زندگی اپنانا چاہئے جس سے بطریقہ احسن یہ سفر طے ہو سکے۔ سفر میں مشکلات و مصائب کا پیش آنا ناگزیر ہے تاہم مسافروں کی استقامت، معاونت اور منزل تک پہنچنے کی جستجو اور عزم ان سارے رکاوٹوں پر قابو پانے کا ہتھیار ہوتا ہے۔ بعینہ زندگی کے سفر میں مرد وعورت کو سنجیدگی، تعاون باہمی اور اعتماد و یقین کی فضا قائم رکھنے سے ان تمام رکاوٹوں کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔

قرآن مجید اور سنت نبوی میں میاں بیوی کے درمیان باہمی مفاہمت اور ایک دوسرے کے جذبات واحساسات کا خیال رکھنے کی ترغیب دی گئی ہے اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں:

فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذَلِكَ أَدْنَى أَلَّا تَعُولُوا[4]

"جو عورتیں تم کو پسند ہوں دو دو یا تین تین یا چار چار ان سے نکاح کر لو۔ اور اگر اس بات کا اندیشہ ہو کہ (سب عورتوں سے) یکساں سلوک نہ کر سکو گے تو ایک عورت (کافی ہے) یا لونڈی جس کے تم مالک ہو۔ اس سے تم بے انصافی سے بچ جاؤ گے۔"

یعنی جو عورتیں تمہیں پسند ہو اور ان کے ساتھ آپ کی طبعی رجحان بھی ہو ان سے نکاح کرو۔ یہ قرآنی ارشاد دیرپا اور مظبوط ازدواجی رشتے کے قیام کے لئے بنیادی حیثیت کی حامل ہے احادیث سے بھی اس امر کی وضاحت ہوتی ہے کہ رشتے میں دین داری، حسن، مال و دولت اور کفاءت (حسب و نسب) کا خیال رکھنا چاہیے تاکہ آئندہ کا سفر آسانی سے طے ہو سکے اور خوشگوار زندگی مل جائے۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت نے کفاءت کو لازمی جزء قرار دیا ہے۔

شریعت نے تعدد زواج کے بعد ایک دوسرے کے ساتھ اچھے سلوک اور ایک دوسرے کے حقوق کی پاسداری لازمی قرار دی ہے۔

ذیل میں ان نکات کو بیان کیا جاتا ہے جن کو مد نظر رکھ خاندانی نظام پر امن اور پائیدار بن سکتا ہے۔ ان میں سے کچھ کام مرد کو کرنے پڑھیں گے اور کچھ کام عورت کو اس طرح باہم مفاہمت اور Mutual understanding سے ایک دوسرے کے احساسات کو سمجھنے کی سعی سے یک جان ودو قالب کی مصداق ہو جائیں گے۔

1. شوہر کے فرائض منصبی:

1) مہر

2) نفقہ

3) جہیز کا سامان

4) حسن سلوک

5) بیوی کو ضرر دینے سے احتراز کرنا

- بیویوں کو الگ مسکن مہیا کرنا

2. بیوی کی ذمہ داریاں:

1) شوہر کے ساتھ حسن سلوک کرنا

2) شوہر کی حکمرانی تسلیم کرنا

3) شوہر کی تابع داری کرنا

- گناہ کے کام میں شوہر کی عدم اطاعت
- ترک اوامر میں اطاعت
- زینت اور نظافت میں اطاعت

4) شوہر کے اجازت سے گھر سے نکلنا

5) والدین کی زیارت کے لیے گھر سے نکلنا

6) کسی غیر شخص کا گھر آنا

7) شوہر کی مال کا حفاظت کرنا

8) گھر کا کام کاج اور شوہر کی خدمت

مہر:

مہر اس مال کا نام ہے جو عقد نکاح میں شوہر کے ذمے واجب ہوتی ہے اس کو صداق بھی کہا جاتا ہے

والمهر هو المال يجب في عقد النكاح على الزوج في مقابلة منافع البضع، إما بالتسمية أو بالعقد[5].

اس کی دلیل قرآن کی آیات ہیں:

وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكُمْ أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرَاضَيْتُمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا[6]

"اور ان (محرمات) کے سوا اور عورتیں تم کو حلال ہیں اس طرح سے کہ مال خرچ کر کے ان سے نکاح کر لو بشرطیکہ (نکاح سے) مقصود عفت قائم رکھنا ہو نہ شہوت رانی تو جن عورتوں سے تم فائدہ حاصل کرو ان کا مہر جو مقرر کیا ہو ادا کر دو اور اگر مقرر کرنے کے بعد آپس کی رضامندی سے مہر میں کمی بیشی کر لو تو تم پر کچھ گناہ نہیں بے شک خدا سب کچھ جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔"

وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً فَإِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَرِيئًا[7]

"اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دے دیا کرو۔ ہاں اگر وہ اپنی خوشی سے اس میں سے کچھ تم کو چھوڑ دیں تو اسے ذوق شوق سے کھالو۔"

حدیث میں بھی بیان ہوا ہے:

عَنْ أَنَسٍ ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ، أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم رَأَى عَلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَثَرَ صُفْرَةٍ قَالَ مَا هَذَا قَالَ إِنِّي تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلَى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ بَارَكَ اللَّهُ لَكَ أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ[8]

مہر کے وجوب کی حکمت:

مہر عقد نکاح میں محل کی شرافت کے اظہار کے لیے مشروع کیا گیا ہے اور یہ عوض اور بدل کی طرح نہیں ہے جس طرح کہ عقد بیع میں ہوتی ہے۔

والحكمةفی وجوب المهر أنه شرع لاظهارشرف محل هذا لعقد[9]

اللہ تعالیٰ نے شوہروں کو بیویوں پر تبرع واحسان کرنے کا حکم فرمایا ہے لہذا مہر بدل اور عوض نہیں ہے جیسا کہ اس آیت: وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً[10] **کی تفسیر میں آیا ہے:**

والخطاب في هذه الآية للأزواج، قاله ابن عباس وقتادة وابن زيد وابن جريج. أمرهم الله تعالى بأن يتبرعوا بإعطاء المهور نحلة منهم لأزواجهم[11]۔

مہر مرد کی طرف سے عطیہ ہے عوض وبدل نہیں کیونکہ بیوی بھی شوہر سے اسی طرح یا اس سے زیادہ فائدہ حاصل کرتی ہے[12]۔

جہیز

گھر میں وہ تمام چیزیں اور سامان جس کی بیوی کو ضرورت ہوتی ہے ان کا مہیا کرنا شوہر کی ذمہ داری ہے۔

علامہ ابن قدامہؒ فرماتے ہیں:

أَنَّ الْمَرْأَةَ إذَا سَلَّمَتْ نَفْسَهَا إلَى الزَّوْجِ، عَلَى الْوَجْهِ الْوَاجِبِ عَلَيْهَا، فَلَهَا عَلَيْهِ جَمِيعُ حَاجَتِهَا؛ مِنْ مَأْكُولٍ، وَمَشْرُوبٍ، وَمَلْبُوسٍ، وَمَسْكَنٍ.[13]

مسکن میں وہ تمام چیزیں آسکتی ہیں جو اس کے توسع میں سے ہو اور وہ گھریلوں استعمال کی چیزیں ہیں۔

نفقہ

پائیدار زندگی گزارنے کے لیے میاں بیوی کی خرچ اخراجات بھی شامل ہیں۔ شریعت نے بیوی کی خرچ اخراجات جس میں بیوی کے ممتاز کھانا پینا، لباس شامل ہیں شوہر کے ذمے لگائے ہیں اس پر نصوص قرآن وسنت دلالت کرتے ہیں۔

یہ نفقہ شوہر کی حال (مال داری اور غریبی) کے مطابق ہو گا تاکہ شوہر پر ایسی بھاری ذمہ داری نہ آجائے جس کو نبھانا اس کے لیے مشکل ہو اور عائلی نظام میں بگاڑ کا سبب بنے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ[14]

"اور دودھ پلانے والی ماؤں کا کھانا اور کپڑا دستور کے مطابق باپ کے ذمے ہو گا۔"

حدیث رسول اللہ ﷺ میں ہے:

ولهن عليكم رزقهن وكسوتهن باالمعروف[15]

ایک اور قرآنی آیت میں وارد ہوا ہے:

لِيُنْفِقْ ذُو سَعَةٍ مِنْ سَعَتِهِ[16]

"صاحب وسعت کو اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرنا چاہیے۔"

اسی طرح ارشاد ربانی ہے: أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وُجْدِكُمْ[17]

"(مطلقہ) عورتوں کو (ایام عدت میں) اپنے مقدور کے مطابق وہیں رکھو جہاں خود رہتے ہو۔"

ایک حدیث میں عورتوں کو کپڑے مہیا کرنے اور کھانے کا انتظام کرنے کا حکم اس طرح آیا ہے:

عن سليمان بن عمرو بن الأحوص قال حدثني أبي : أنه شهد حجة الوداع مع رسول الله صلى الله عليه و سلم فحمد الله وأثنى عليه وذكر ووعظ فذكر في الحديث قصة فقال ألا واستوصوا بالنساء خيرا فإنما هن عوان عندكم ليس تملكون منهن شيئا غير ذلك إلا أن يأتين بفاحشة مبينة فإن فعلن فاهجروهن في المضاجع واضربوهن ضربا غير مبرح فإن أطعنكم فلا تبغوا عليهن سبيلا ألا إن لكم على نسائكم حقا ولنسائكم عليكم حقا فأما حقكم على نسائكم فلا يطئن فراشكم من تكرهون ولا يأذن في بيوتكم لمن تكرهون ألا وحقهن عليكم أن تحسنوا إليهن في كسوتهن وطعامهن[18]

حسن سلوک کرنا

بیوی کے ساتھ حسن سلوک کرنا دائمی نباہ کے لیے نہایت اہمیت کے حامل ہیں اس لیے قرآن نے اس کا حکم دیا:

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ "اور ان کے ساتھ اچھی طرح رہو سہو۔"

حسن سلوک کن چیزوں میں ہونا چاہیے؟

ان سے اچھی باتیں کرنا اور اچھے کام کرنا اور اچھی ہیئت بنا کر ملنا جیسا شوہر ان سے ظاہر ہونے کا توقع رکھتا ہو۔ تفسیر ابن کثیر لکھتے ہیں:

طيبوا أقوالكم لهن، وحسنوا أفعالكم وهيئاتكم بحسب قدرتكم، كما تحب ذلك منها، فافعل أنت بها مثله[19]

امام رازی[20] اور زمخشری نے اس کی تفسیر رات گزارنے، نفقہ میں انصاف کرنے اور اچھی بات کرنے کے ساتھ کی ہے۔ جصاص[21] نے اس کی تفسیر اس طرح کی ہے کہ عورت کو اس کی مہر، نفقہ اور باری کا حق دیا جائے اور سخت کلامی سے اعراض اور دوسرے لوگوں کی طرف میلان وغیرہ کو ترک کیا جائے[22]۔

تفسیر مناوی نے یوں تفسیر کی ہے کہ ان کے ساتھ اس طرح سلوک کرے کہ ان سے آپ کی مخالطت اس انداز میں ہو جن کو ان کی طبائع پسند کرتی ہو اور اس میں شرعاً، عرفاً یا مودۃ کوئی برائی نہ ہو۔ لہٰذا خرچ میں کمی، یا قول و فعل میں ایذاء یا ترش روئی اور ڈھانٹنا تمام حسن سلوک کے منافع ہیں[23]۔

حدیث میں آیا ہے:

استوصوابالنساءخیرا

البتہ بیوی کی برائی اور کج روی کو سیدھا کرنے کی کوشش نرمی کے ساتھ مناسب ہے جیسا کہ یہ حکم اس حدیث سے مستفاد ہے:

إن الله يحب الرفق في الأمر كله[24]۔

نرمی کے ساتھ سمجھانے کا فائدہ یہ ہو گا کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ بیوی اپنے اس ناچاق عادت کو چوڑنے پر مجبور ہو گی اور یوں یہ رشتہ ٹوٹنے سے بچ جائے گی۔

اگر بیوی میں کوئی ایک آدھ تیزبات ہو بھی تو اس کے محاسن کو مد نظر رکھ کر ان سے حسن سلوک کرنا چاہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے:

عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ –صلى الله عليه وسلم لاَ يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً إِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِىَ مِنْهَا آخَرَ ». أَوْ قَالَ « غَيْرَهُ »[25]

آیت: فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا[26] کی تفسیر علامہ ابن کثیر یوں کرتے ہیں: أى فعسى أن يكون خيركم فى أمساكهن مع الكراهة فيه خير كثير لكم فى الدنيا والآخرة[27] ابن عباسؓ[28] نے اس کی تفسیر یون بیان فرمائی هوا ى يعطف عليهافيرزق منهاولداأويكون فى ذالك الولدخيراكثيرا[29]

حسن معاشرت سے باہمی نباہ مضبوط رہتی ہے اور عائلی نظام قائم ودائم رہتی ہے اس لیے شوہر کو بیوی سے ایسی جھوٹ بولنا جائز ہے جس سے بیوی کی مؤدت و محبت بڑھتی ہو۔ اس کی ثبوت ذیل کی حدیث میں سے ملاحظہ ہو۔

عن أسماء بنت يزيد عن النبي صلى الله عليه و سلم قال : لا يصلح الكذب الا في ثلاث كذب الرجل مع امرأته لترضى عنه أو كذب في الحرب فان الحرب خدعة أو كذب في إصلاح بين الناس [30]

ان تمام آیات واحادیث سے واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس قیمتی رشتے کو توڑنے سے بچانے کے لئے کتنے سارے احکامات و ارشادات فرمائے ہیں کہ ایک دوسرے کے نقطہ نظر کو سمجھا جائے، برداشت کا مادہ پیدا کیا جائے اور آپس کی ناچاقی کو دور کرنے کے لئے جھوٹ (توریہ) تک کا سہارہ لینا پڑے تو اختیار کریں۔

تکلیف دینے سے احتراز کرنا

حدیث مبارکہ میں بیان ہوا ہے:

أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قضى أن لا ضرر ولا ضرار [31]

"نبی کریم ﷺ نے حکم فرمایا کہ نہ کسی کو تکلیف دو اور نہ تکلیف لو۔"

اسی طرح ارشاد ربانی ہے:وَبُعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا[32]

"اور ان کے خاوند اگر پھر موافقت چاہیں تو اس (مدت) میں وہ ان کو اپنی زوجیت میں لے لینے کے زیادہ حقدار ہیں۔"

دوسری جگہ ارشاد ہے:وَلَا تُمْسِكُوهُنَّ ضِرَارًا لِتَعْتَدُوا[33]

"ان کو نکاح میں نہ رہنے دینا چاہئے کہ انہیں تکلیف دو اور ان پر زیادتی کرو۔"

اسی طرح یہ مضمون ذیل کی آیات وروایات میں بھی آیا ہے۔وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ[34]

"اور عورتوں کا حق (مردوں پر) ویسا ہی ہے جیسے دستور کے مطابق (مردوں کا حق) عورتوں پر ہے" امام قرطبی نے اس کی تفسیر ایک دوسرے کی ایذاءرسانی سے اجتناب کرنے کے ساتھ کیا ہے۔إن لهن على أزواجهن ترك. مضارتهن كما كان ذلك عليهن لأزواجهن[35].

متعدد بیویوں میں عدل کرنا

اگر کئی بیویوں میں نان نفقہ، میلان ورجحان، رات کی باری اور سلوک میں کوئی عدل کرنے کی طاقت نہیں رکھ سکتا ہو تو ان کو متعدد نکاح کی اجازت نہیں۔ البتہ اگر اس میں عدل کی استطاعت ہو تب ان کو کرنے کی اجازت ہے۔

فَانكِحُواْ مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَاء مَثْنَى وَثُلاَثَ وَرُبَاعَ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلاَّ تَعْدِلُواْ فَوَاحِدَةً أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ذَلِكَ أَدْنَى أَلاَّ تَعُولُواْ جن کی متعدد بیویاں ہو تو ان کے مابین عدل کرنا واجب ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

وَلَنْ تَسْتَطِيعُوا أَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ[36]

"اور تم خواہ کتنا ہی چاہو عورتوں میں ہر گز برابری نہیں کر سکو گے تو ایسا بھی نہ کرنا کہ ایک ہی کی طرف ڈھل جاؤ اور دوسری کو (ایسی حالت میں) چھوڑ دو کہ گویا ادھر ہوا میں لٹک رہی ہے۔"

ارشاد نبوی ہے:

من كان له امرأتان يميل لإحداهما على الأخرى جاء يوم القيامة أحد شقيه مائل[37]

بیویوں کی ذمہ داریاں

مرد کی حاکمیت کے مفہوم کو سمجھنا

بیوی مرد کی حاکمیت مانے گی تو فیصلہ کرنے میں دشواری نہیں ہوگی اور خاندانی نظام بگاڑ سے بچے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے پیدائشی طور پر مرد کو عورت سے زیادہ مظبوط اور صاحب دانش بنایا ہے اس لئے تو کمانے کی تمام تر ذمہ داری اس پر ڈالی ہے کیونکہ اس میں یہ طاقت موجود ہے اور ساتھ نگرانی اور فیصلہ کرنے کی صلاحیتوں کی وجہ سے ان کو اس کام انجام دینے کا اعزاز دیا ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ[38]

اسی طرح اس آیت میں بھی آیا ہے:الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ[39]

حدیث رسول اللہ ﷺ میں وارد ہوا ہے: لو كنت آمرا أحدا أن يسجد لأحد لأمرت المرأة أن تسجد لزوجها[40]

شوہر کے ساتھ حسن سلوک

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ[41]

حسن معاشرت سے مراد ان حقوق کی بطریقہ احسن ادائیگی ہے جن کو شریعت نے ان پر لازم کی ہیں جسے شوہر کی اطاعت گھر میں قیام کرنا اور ان تمام اقوال وافعال کو چھوڑنا جن سے شوہر کو تکلیف ملتی ہو اور ان تمام کاموں کو بجالانا جن سے شوہر راضی اور خوش ہوتے ہو۔

مرد کی قوامیت

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ[42]

"مرد عورت پر نگران ہیں"

اوراس کا سبب مرد کی خلقی اور فطری قوت ہے اوراس کا فائدہ بھی بیوی کو پہنچتی ہے۔ کیونکہ اسی وجہ سے مرد کسب وانفاق کا مکلف بنایا گیاہے[43]۔

مرد کی قوامیت مودت ورحمت پر مبنی ہوگی نہ کہ عورت پر اپنے حکمرانی کرنے اوران کی تذلیل کرنے کے ساتھ کیونکہ مرد کی قوامیت کو اللہ تعالیٰ مؤدت اورر حمت پر مبنی فرمایاہے:وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ[44]

"اور اسی کے نشانات (اور تصرفات) میں سے ہے کہ اُس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کی عورتیں پیدا کیں تاکہ اُن کی طرف (مائل ہوکر) آرام حاصل کرو اور تم میں محبت اور مہربانی پیدا کردی جو لوگ غور کرتے ہیں اُن کے لئے ان باتوں میں (بہت سی) نشانیاں ہیں۔"

مرد کی قوامیت ایک ضروری امر ہے کیونکہ زندگی بھر کے اس رشتے میں کسی کی قول فیصل ہونے کی ضرورت ہوگی ورنہ توزندگی کا یہ سفر طے نہ ہوسکے گی۔

شوہر کی اطاعت

ارشاد ربانی ہے: الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ[45]

اور حق قوامیت، حق طاعت کے بغیر متحقق نہیں ہوسکتی۔ جصاصؒ نے اس آیت کی تفسیر اس طرح کی ہے:

وأن عليها طاعته وقبول أمره ما لم تكن معصية[46]

ایک اور آیت میں ہے:وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا[47]

"اور جن عورتوں کی نسبت تمہیں معلوم ہو کہ سرکشی (اور بدخوئی) کرنے لگی ہیں تو (پہلے) ان کو (زبانی) سمجھاؤ (اگر نہ سمجھیں تو) پھر ان کے ساتھ سوناترک کردو اگر اس پر بھی باز نہ آئیں توزدوکوب کرو اور اگر فرمانبردار ہوجائیں تو پھر ان کو ایذادینے کا کوئی بہانہ مت ڈھونڈو بے شک خدا سب سے اعلیٰ (اور) جلیل القدر ہے۔"

امام کاسانیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

ولأن الله عز وجل أمر بتأديبهن بالهجر والضرب عند عدم طاعتهن، ونهى عن طاعتهن بقوله عز وجل {فإن أطعنكم فلا تبغوا عليهن سبيلا} ، فدل أن التأديب كان لترك الطاعة، فيدل على لزوم طاعتهن الأزواج.[48]

البتہ اگر شوہر گناہ کا مطالبہ یا حکم کریں تو پھر اس کی اطاعت جائز نہیں کیونکہ ارشاد ہے:

وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ[49]

"اور نہ نیک کاموں میں تمہاری نافرمانی کریں گی۔"

مفسر قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بیعت نبی میں معروف ذکر فرمایا تاکہ تنبیہ ہو کہ نبی کے غیر اس حکم میں ادنیٰ ہیں۔

حدیث رسول اللہ ﷺ ہے: عن عائشة، أن امرأة من الأنصار زوجت ابنتها، فتمعط شعر رأسها، فجاءت إلى النبي صلى الله عليه وسلم فذكرت ذلك له، فقالت: إن زوجها أمرني أن أصل في شعرها، فقال: «لا، إنه قد لعن الموصلات»[50]

ترک نوافل میں طاعت

اگر شوہر بیوی کو ترک نوافل کا کہہ دے تو بیوی پر اس کا ماننا لازم ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

لا يحل للمرأة أن تصوم وزوجها شاهد إلا بإذنه[51] **لہذا شوہر بیوی کو نفلی روزہ سے روک سکتا ہے البتہ فرض روزہ سے روکنے میں عورت اس کی اطاعت نہیں کرے گی۔**

گھر سے متعلق بیوی کی ذمہ داریاں

بیوی کا شوہر کے گھر میں قیام کرنا ضروری ہے اور بغیر حاجت اور اجازت زوج کے گھر سے نکلنا جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ ارشاد تعالیٰ ہے:

وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ[52]

"اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو۔"

یہ حکم اگرچہ تمام عورتوں کے لیے ہیں البتہ بیوی کی حق میں یہ حکم اور مؤکد بن جاتی ہے کیونکہ بیوی کے ساتھ شوہر کے حقوق وابستہ ہیں۔ البتہ گھر سے نکلنا اگر شوہر کی اجازت سے ہو تو جائز ہے جیسا کہ حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے:

إذاإستأذنت امرأة احدكم إلى المسجد فلايمنعها

امام کرمانیؒ نے اس کی شرح میں لکھا ہے کہ یہ حدیث غیر مسجد کی طرف نکلنے میں اجازت زوج پر دلالت کرتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شاید امام بخاریؒ نے اس کو مسجد کے حکم میں قیاس کیا ہو[53]۔

البتہ اگر بیوی کی باپ دائمی بیمار ہو جس کی خدمت کا اس بیٹی کے بغیر کوئی نہ ہو یا عورت کا کسی پر حق ہو یا عورت پر کسی کا حق ہو تو اس کے لیے شوہر کی اجازت کے بغیر بھی جاسکتی ہے جب کہ شوہر اس کو منع کرتا ہو۔ لیکن اجنبیوں کی زیارت اور ولیمہ کے لیے نہیں نکلے گی اور نہ ہی شوہر اس کی اجازت دے گی اگر اس نے اجازت دی اور بیوی نکلی تو دونوں گناہ گار ہیں[54]۔

جب شوہر بیوی کے حوائج بہم نہیں پہنچاتا ہو تو بیوی اجازت کے بغیر بھی حوائج کے لیے نکل سکتی ہے[55]۔ والدین کی ملاقات کے لیے بیوی کے نکلنے میں فقہاء کے اقوال مختلف ہیں۔ البتہ معتبر یہی ہے کہ عرف کے مطابق وقتاً فوقتاً ان کی زیارت کے لیے جانا چاہیے تاکہ صلہ رحمی ہو سکے اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کا موقع میسر آجائے۔

شوہر کو بیوی پر اپنی حکمرانی اس جانب استعمال کرنا جائز نہیں کہ اس کو والدین کی ملاقات سے منع کریں۔ کیونکہ اس ممانعت میں برالوالدین سے منع ہے۔ والدین کی ملاقات سے منع کرنے میں عورت کی ایذاء ہے خصوصاً جب والدین بیمار ہوں۔ حالانکہ شوہر کو اس کے ساتھ حسن سلوک کا حکم ہے جیسا کہ قرآن کی اس آیت میں حکم ہوا ہے:

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ

نکاح کا مقصد شوہر کے خاندان اور بیوی کے خاندان میں روابط استوار کرنا، تعارف قائم کرنا اور تعاون کرنے کی مقصد ہے اور یہی مقصد ممانعت میں حاصل نہیں ہوتی۔ اگر اس ملاقات میں کوئی ضرر ہو تو پھر بیوی کو منع کر سکتی ہے کیونکہ درء المفاسد جلب المنفعت سے اولیٰ ہوتی ہے۔ مثلاً جب شوہر کو علم ہو کہ والدین اس کی بیوی کو "نشوز" پر مائل کرتی ہیں یا شوہر کی نافرمانی پر ابھارتی ہیں یا گھر میں اس کی قیام کو ناپسند کرتے ہیں اور اس کی وہ افعال پسند کرتے ہیں جو شرعاً ناجائز ہوں، جسے عورت کے بے پردہ نکلنا اور شرعی لباس کا خیال نہ رکھنا وغیرہ۔

کسی غیر کا گھر میں شوہر کی اجازت سے داخل کرنا

بیوی پر شوہر کی یہ حق ہے کہ کسی غیر کو شوہر کی اجازت کے بغیر گھر میں داخل نہ ہونے دیں اس کی دلیل حدیث رسول ﷺ ہے:

لا يحل للمرأة أن تصوم وزوجها شاهد إلا بإذنه، ولا تأذن في بيته إلا بإذنه[56]

اس حدیث سے یہ مفہوم اخذ کرنا ٹھیک نہیں کہ شوہر کی عدم موجودگی میں دخول غیر کی بغیر اجازت شوہر کے جائز ہو۔ بلکہ جب غیر حاضر ہو پھر تو حکم اور بھی مؤکد بن جاتی ہے۔ اسی طرح بیوی کے رشتہ دار محارم مثلاً اس کا بھائی وغیرہ بھی شوہر کی اجازت کے بغیر داخل نہیں ہو گا کیونکہ حدیث کی رو سے یہ سب اس حکم میں شامل ہیں۔

اسی طرح عورتوں کی دخول میں بھی اجازت زوج ضروری ہے کیونکہ حدیث کا حکم ان کو بھی شامل ہے۔ البتہ راجح قول یہ ہے کہ محارم اور والدین کو داخل ہونے کی اجازت ہے جب کہ ان کے آنے سے کوئی شرعی نقصان لاحق نہ ہو۔

شوہر کی مال کی حفاظت

بیوی کی ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری یہ بھی ہے کہ شوہر کی مال کی حفاظت کرے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ حَافِظَاتٌ لِلْغَيْبِ[57]

"تو جو نیک بیبیاں ہیں وہ مردوں کے حکم پر چلتی ہیں اور ان کے پیٹھ پیچھے خدا کی حفاظت میں (مال و آبرو کی) خبر داری کرتی ہیں۔"

اس آیت کی تفسیر میں آیا ہے:

مطيعات لله تعالى ولأزواجهن وأصل القنوت مداومة الطاعة ومنه القنوت في الوتر لطول القيام وقوله حافظات للغيب بما حفظ الله قال عطاء وقتادة حافظات لما غاب عنه أزواجهن من ماله وما يجب من رعاية حاله وما يلزم من صيانة نفسها له[58]

اور ایک حدیث میں یوں آیا ہے:كلكم راع، وكلكم مسئول عن رعيته[59]

شوہر کی خدمت کرنا

بیوی پر شوہر کی خدمت کی وجوب واختیار میں فقہاء کا اختلاف ہیں۔ لیکن ان راجح قول علامہ ابن تیمیہؒ کا ہے کہ عرف کے مطابق شوہر کی خدمت واجب ہے جس طرح کہ گھر کے امور کرنا ضروری ہے جیسے کھانا وغیرہ۔ اس کی دلیل حدیث ہے:

أن فاطمة عليها السلام أتت النبي صلى الله عليه وسلم تسأله خادما، فقال:ألا أخبرك ما هو خير لك منه؟ تسبحين الله عند منامك ثلاثا وثلاثين، وتحمدين الله ثلاثا وثلاثين، وتكبرين الله أربعا وثلاثين[60]

ایک اور حدیث میں آیا ہے:عن أسماء بنت أبي بكر رضي الله عنهما، قالت: تزوجني الزبير، وما له في الأرض من مال ولا مملوك،[61]

ادب سکھانے کا حق

جب بیوی حقوق اللہ تعالیٰ یا حقوق الزوج میں سے کوتاہی برتی ہو تو شوہر پر اس کو ادب سکھانے کا حق ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا[62]

"اپنے آپ کو اور اپنے اہل عیال کو آتش (جہنم) سے بچاؤ۔"

مجاہدؒ کہتے ہیں:

أوصوا أنفسكم وأهليكم بتقوى الله وأدبوهم[63]

نشوز کے وقت تأدیب

وَاللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا[64]

کن چیزوں سے تأدیب کرنی چاہیے؟

ارشاد ربانی میں جن چیزوں کا ذکر ہے ان سے تأدیب کرنی ہوگی:

واللَّاتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا[65]جو کہ وعظ، مضاجع میں ہجر اور ضرب ہیں ان وسائل کی استعمال میں تدریج ہے۔ وعظ اچھے طریقے سے سمجھانے کے ساتھ ہوگا جیسا کہ اس آیت میں آیا ہے:ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ[66]

"(اے پیغمبر) لوگوں کو دانش اور نیک نصیحت سے اپنے پروردگار کے رستے کی طرف بلاؤ۔ اور نرم انداز میں وعظ ہونا چاہیے جس میں شدت اور استعلاء کی بو نہ ہو۔"

ہجر المضاجعہ میں اقوال مفسرین مختلف ہیں بعض اس سے ہجر فی الجماع اور بعض ہجر فی المضاجعہ لیتے ہیں۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ پیٹھ کرکے مجامعت ترک کرنا ہے[67]۔

ضرب جو کہ تیسرا طریقہ ہے جب وعظ اور ہجر کام نہ کریں تو پھر ضرب ایسا ہو جو چوٹ نہ دیں اور نہ زخم بنائے۔ ضرب للتأدیب مباح ہے البتہ ترک افضل ہے[68]۔ کیونکہ حدیث میں ہے:

لا یجلد أحدکم امرأتہ جلد العبد، ثم یجامعھا فی آخر الیوم[69]

حواشی وحوالہ جات

[1]سورۃ الروم ۳۰: ۲۱

[2]جالندھری، فتح محمد، ترجمہٗ قرآن (القرآن الکریم) فاران فاونڈیشن، لاہور، ۲۰۱۰ء

[3]سورۃ الفرقان ۲۳: ۵۴

[4]سورۃ النساء ۴: ۳

[5]ابن الشیخ، أبو عبد اللہ جمال الدین الرومی، العنایہ فی شرح الھدایۃ، کتاب النکاح، باب المہر ۳: ۳۱۶، دار الفکر، بیروت (س۔ن)

[6]سورۃ النساء ۴: ۲۴

[7]سورۃ النساء ۴: ۴

[8]الصحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، 7/27، حدیث نمبر (5155)

[9]المرغینانی، أبو الحسن علی بن أبی بکر برہان الدین، الھدایۃ فی شرح بدایۃ المبتدی ۲: -434-435

[10]سورۃ النساء ۴: ۴

[11]القرطبی، أبو عبد اللہ محمد بن أحمد شمس الدین، الجامع لأحکام القرآن (تفسیر القرطبی) تفسیر سورۃ النساء ۵: ۲۳، دار الکتب المصریۃ، قاہرہ، ۱۳۸۴ھ/ ۱۹۶۴ء

[12]ابن قدامہ، أبو محمد موفق الدین عبد اللہ بن أحمد، المغنی ۶: ۶۸، مکتبہ قاہرہ، ۱۳۸۸ھ/ ۱۹۶۸ء

[13]نفس مصدر ۸: ۱۹۵

[14]سورۃ البقرۃ 2:233

[15]صحیح بن خزیمہ، باب صفۃ الخطبۃ یوم العرفۃ، 4/251، حدیث نمبر (2809)

[16]سورۃ الطلاق ۶۵: ۷

[17]سورۃ الطلاق ۶۵: ۶

[18]سنن ترمذی، باب حق المرءۃ علی زوجہا، 3/467، حدیث نمبر (1163)

[19]ابن کثیر، ابو الفداء عمرو بن اسماعیل، تفسیر القرآن العظیم (تفسیر ابن کثیر) تفسیر سورۃ النساء آیت ۲، ۲۰: ۲۴۲، دار طیبہ للنشر والتوزیع، ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء

[20]محمد بن عمر بن حسن بن حسین تیمی بکری، ابو عبد اللہ فخر الدین رازی۔ اپنے زمانے میں معقول اور علوم اوائل کے بہت بڑے عالم تھے۔ طبرستان سے تعلق تھا۔ ،،رے،، میں ۵۴۴ھ/ ۱۱۵۰ء کو پیدا ہوئے۔ ہرات میں ۶۰۶ھ/ ۱۲۱۰ء کو فوت ہوئے۔ (ابن خلکان، احمد بن محمد، وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان ۵: ۱۵۷، منشورات الرضی، ایران، ۱۳۶۴ھ۔۔۔ الاعلام ۶: ۳۱۳)

احمد علی، رازی، ابو بکر جصاص بغداد میں(۳۰۵ھ /۹۱۷ء) کو پیدا ہوئے بغداد میں رہائش پزیر تھے اور وہی ۳۷۵ھ / ۹۸۰ء کو وفات پاگئے اپنے عہد میں احناف کے سر خیل تھے معتزلہ کی طرح سحر کے منکر تھے اور رویت باری تعالیٰ کے بھی منکر تھے اور سیدنا معاویہؓ پر سخت تنقید کرتے تھے۔(القرشی، عبد القادر بن محمد بن نصر اللہ، الجواہر المضیۃ فی طبقات الحنفیۃ ۱:۸۴، میر محمد کتب خانہ، کراتشی، (س۔ن)۔۔۔ الاعلام ۱:۱۷۱)[21]

تفسیر ابن کثیر، تفسیر سورۃ النساء آیت ۲، ۲۰: ۲۴۲۔۔۔ الکشاف ۱: ۴۹۰۔۔۔ مفاتیح الغیب ۱۰: ۱۲۔۔۔ احکام القرآن ۲: ۱۰۹[22]

القلمونی، محمد رشید بن علی رضا، تفسیر القرآن الحکیم (تفسیر المنار)۴: ۴۵۶، الہیئۃ المصریہ، ۱۹۹۰ء[23]

البخاری، أبو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب الرفق فی الأمر کلہ، حدیث(۶۰۲۴) دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ[24]

صحیح مسلم، باب الوصیۃ بالنساء، 4/178[25]

سورۃ النساء ۴: ۱۹[26]

تفسیر ابن کثیر، باب 2، 20/243، دار طیبہ[27]

[28] عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب، قرشی، ہاشمی، ۳ق ھ /۶۱۹ء کو پیدا ہوئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور جلیل القدر صحابی ہیں۔ حبر الامۃ (امت کے عالم) اور ترجمان القرآن جیسے القاب سے نوازے گئے، طائف میں سکونت پذیر تھے اور وہیں ۶۸ھ /۶۸۷ء کو فوت ہوئے۔ (الأستیعاب فی معرفۃ الأصحاب ۸۱۰:۲، ترجمہ (۱۳۷۸)۔۔۔ اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ ۱۹۲:۳)

نفس مصدر[29]

مسند احمد بن حنبل، باب من حدیث اسماء بنت یزید، 6/459، حدیث نمبر (27638)[30]

القزوینی، ابو عبد اللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، کتاب الأحکام (۱۳) باب من بنی فی حقہ مایضر بجارہ، حدیث(۲۳۴۰) دار احیاء الکتب العربیہ، (س۔ن)[31]

سورۃ البقرۃ ۲: ۲۲۸[32]

سورۃ البقرۃ ۲: ۲31[33]

سورۃ البقرۃ ۲: ۲۲۸[34]

تفسیر القرطبی ۳: ۱۲۴[35]

سورۃ النساء ۴: ۱۲۹[36]

النسائی، أبو عبد الرحمن أحمد بن شعیب، المجتبی من السنن (سنن النسائی) کتاب عشرۃ النساء، باب حب النساء، حدیث(۳۹۴۲) مکتبہ المطبوعات الاسلامیہ، حلب، ۱۴۰۶ھ /۱۹۸۶ء[37]

سورۃ البقرۃ ۲: ۲۲۸[38]

سورۃ النساء ۴: ۳۴[39]

سنن الترمذی، ابواب الرضاع، باب ماجاء فی حق الزوج علی المرء، حدیث(۱۱۵۹)[40]

سورۃ البقرۃ ۲: ۲۲۸[41]

سورۃ النساء ۴: ۳۴[42]

تفسیر القرطبی ۵: ۱۶۹[43]

سورۃ الروم ۳۰: ۲۱[44]

سورۃ النساء۴: ۳۴[45]

احکام القرآن للجصاص ۲: ۱۸۸[46]

سورۃ النساء۴: ۳۴[47]

الکاسانی، علاء الدین أحمد بن مسعود بن أحمد، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، کتاب النکاح، فصل المعاشرۃ بالمعروف ۲: ۳۳۴، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۶ھ / ۱۹۸۶ء[48]

سورۃ الممتحنۃ ۶۰: ۱۲[49]

صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب لا تطیع امرأۃ زوجہا فی معصیتہا، حدیث (۵۴۲۰۵)[50]

صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب لا تأذن المرأة في بيت زوجها لأحد إلا بإذنه، حدیث (۵۱۹۵)[51]

سورۃ الأحزاب ۳۳: ۳۳[52]

صحیح البخاری شرح الکرمانی ۱۹: ۱۷۰[53]

ابن ہمام، کمال الدین محمد بن عبد الواحد، فتح القدیر، ۳: ۳۳۵، بدون طبعۃ وبدون تاریخ[54]

کشاف القناع ۳: ۱۱۷[55]

صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب لا تأذن المرأة في بيت زوجها لأحد إلا بإذنه، حدیث (۵۱۹۵)[56]

سورۃ النساء۴: ۳۴[57]

احکام القرآن للجصاص 3: ۱۴۹[58]

صحیح البخاری، کتاب الجمعہ، باب الجمعہ فی القران والمدن، حدیث (۸۹۳)[59]

صحیح البخاری، کتاب النفقات، باب خادم المرأۃ، حدیث (۵۳۶۲)[60]

صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب الغیرۃ، حدیث (۵۲۲۴)[61]

سورۃ التحریم ۶۶: ۶[62]

صحیح البخاری، کتاب التفسیر القرآن، باب {إن تتوبا إلى الله فقد صغت قلوبكما} [التحريم: 4] "۶: ۱۵۸[63]

سورۃ النساء۴: ۳۴[64]

سورۃ النساء۴: ۳۴[65]

سورۃ النحل ۱۶: ۱۲۵[66]

احکام القرآن للجصاص 5: 171[67]

تفسیر الرازی ۱۰: ۹۰[68]

صحیح البخاری، کتاب النکاح، باب مایکرہ من ضرب النساء، حدیث (۵۲۰۴)[69]